سوال

(180) عزوہ خندق کے موقع پر آں حضرت ﷺ کی نمازیں قضا ہوئی تھیں۔ اس کا سبب کیا تھا؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں۔

عزوہ خندق کے موقع پر آں حضرت ﷺ کی نمازیں قضا ہوئی تھیں۔ اس کا سبب کیا تھا؟ آپ نے جہاد کی تیاری کو نماز سے افضل سمجھتے ہوئے نماز پر ترجیح دی، اور عمداً ان نمازوں کو ان کا وقت گزارنے کے بعد ادا کیا؟ یا لڑائی کی شدت کی وجہ سے آپ کو ان کی بروقت ادائیگی کا موقع ہی نہ مل سکا؟

براہ مہربانی جواب مفصل ومدلل تحریر فرمائیے نیز یہ بھی لکھیے کہ صرف نماز عصر قضا ہوئی تھی اور نماز بھی!! والاجر عند اللہ۔

السائل۔ محمد خالد محمد یوسف 35 پٹیل محلہ نظام پور پوسٹ بھیمڑی، ضلع تھانہ مورخہ 20 رجب 1395ھ مطابق 30 جولائی 1975ء

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کتب سر ومغازی کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ عزوہ احزاب کے موقع پر خندق تقریبا بیس دن میں تیار ہوئی تھی۔ اور قریش کا مدینہ کا محاصرہ ایک مہینہ کے قریب رہا تھا۔ محاصرین خندق کو عبور نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے ایک طے شدہ اسکیم کے مطابق قریش کے مشہور جرنلوں میں سے ایک ایک جنرل، ایک ایک دن اپنی اپنی باری میں فوج کو لے کر لڑتا تھا، جس کی صورت یہ تھی کہ ان کی فوج خندق کے اس پار دور سے مسلمانوں کی فوج پر تیر اور پتھر برساتی تھی، لیکن اس طریق میں کامیابی نہیں ہوئی، تو انہوں نے مسلمانوں پر عام حملہ کرنا طے کیا۔ خندق ایک مقام میں اتفاقا کم چوڑی تھی۔ عرب کے چند مشہور بہادر شہسوار وہاں سے اپنے گھوڑوں کو مہمیز لگا کر خندق کے اس پار پہنچ گئے اور مسلمانوں کو مقابلہ ومبارزہ کے لیے آواز دی۔ حضرت علی نے آگے بڑھ کر عمرو بن عبدود اور نوفل کو واصل جہنم کیا۔ ضرار اور جبیرہ بھاگ گئے۔ پھر کسی کو خندق عبور کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

حملہ کا یہ دن بہت سخت تھا، دن بھر لڑائی جاری رہی، کفار ہر طرف سے مسلمانوں پر تیروں کا مینہ برسا رہے تھے اور ایک دم کے لیے یہ بارش تھمنے نہ پاتی تھی، ان حملوں اور عام لڑائی کے مختلف دنوں میں کسی دن صرف نماز عصر قضا ہوئی جس کا ذکر صحیحین (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق وہی الاحزاب 5/48/49 وکتاب الخوف باب صلاۃ عند مناہضۃ الحصون ولقاء لعدد (1/227) ومسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب الدلیل لمن قال الصلاۃ الوسطی ہی صلاۃ العصر (1/438(631) کی اس حدیث میں ہے:

’’عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَ عُمَرُ يَوْمَ الخَنْدَقِ، فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا صَلَّيْتُ العَصْرَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغِيبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَنَا وَاللَّهِ

مَا صَلّيْتُهَا بَعْدُ» قَالَ : فَنَزَلَ إِلَى بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى العَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى المَغْرِبَ بَعْدَهَا

اور کسی دن دو نمازیں ظہر اور عصر کی قضا ہوئیں جس کا ذکر موطا کی اس روایت میں ہے : ''مالک عن یحی بن سعید عن سعید بن المسیب (مرسلا) أنہ قال : ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر والعصر یوم الخندق حتی غابت الشمس،، اور کسی دن تین نمازیں ظہر، عصر، مغرب کی قضا ہوئیں۔ جن کا ذکر حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں ہے : ''قَالَ : حُبِسْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنِ الصَّلَوَاتِ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ هَوِيًّا (من اللیل)، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ فِي الْقِتَالِ مَا نَزَلَ، فَلَمَّا كُفِينَا الْقِتَالَ، أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالاً فَأَقَامَ الظُّهْرَ، فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ الْعَصْرَ فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ الْمَغْرِبَ فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا،، وذلک قبل ینزل فی صلاۃ الخوف : فرجالاأو رکبانا'' والطحاوی والنسائی والطیالسی وعبدالرزاق وابن أبی شیبۃ والبیہقی وعبد بن حمید والدارمی والشافعی وأبویعلی الموصلی

اور کسی دن مذکورہ تین نمازیں قضا ہونے کے ساتھ عشاء کی نماز وقت معتاد سے مؤخر ہوگئی۔ اس کا ذکر عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں ہے۔

قال الحافظ : ''وَفِي حَدِيث بن مَسْعُودٍ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ قال الحافظ وَفِي قَوْلِهِ : أَرْبَعٍ تَجَوُّزٌ لِأَنَّ الْعِشَاءَ لَمْ تَكُنْ فَاتَتْ،، وقال العینی : ''بل فاتت عن وقتہا المعہود،، قال النووی : ''کانت واقعۃ الخندق أیاما، فکان ذلک فی أوقات مختلفۃ فی تلک الأیام، یعنی فلا مخالفۃ بین تلک الروایات،، قال الحافظ : ''ویقرب ہذا الجمع أن روایتی أبی سعید وابن مسعود لیس فیہا تعرض بقصۃ عمر، بل فیہما أن قضاءہ للصلاۃ وقع بعد خروج وقت المغرب۔،،

آں حضرت ﷺ نے یہ نمازیں ان کے اوقات سے عمداً موخر کی تھیں، اور قصدا مقررہ اوقات گزرنے کے بعد ادا فرمائی تھیں، لیکن اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ جہاد کی تیاری کو نماز سے افضل سمجھ کر نماز پر جہاد کو ترجیح دے، بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ نماز میں استقبال قبلہ اور رکوع و سجود و سکون اور زمین پر پیادہ پا ہونا ضروری ہے اور بغیر ان ارکان و شرائط کے نماز ہو نہیں سکتی جیسا کہ ارشاد ہے : ''حافظوا علی الصلواۃ والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین،،۔ اور لڑائی کے ان سخت دنوں میں نماز کا مقررہ اوقات میں شرائط وارکان کے ساتھ ادا کرنا ممکن نہیں تھا، اور ابھی سورہ بقرہ کی آیت : ''فَإِن خفتم فرجالاأو رکباناً،، جس میں ایسے نازک وقت میں پیادہ، کھڑے اور چلنے کی حالت میں سواری پر اشارہ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنے اور انفرادا نماز پڑھنے کی اجازت مذکور ہے نازل نہیں ہوئی تھی، جیسا کہ یہ طحاوی، الہمام، ابن القیم، حافظ ابن حجر اور عام شافعیہ وجمہور کی تحقیق اور مختار ہے۔ اور یا اس تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ ان نمازوں کے اوقات میں حملہ اور دفاع کا سلسلہ برابر قائم رہا کیا اور لڑائی کی شدت اور قتال میں مشغولیت کی وجہ سے نمازیں قصداً مؤخر کی گئیں جیسا کہ یہ امام بخاری اور صاحب ہدایہ وغیرہ کا خیال ہے۔ ہمارے نزدیک راجح پہلا قول ہے۔ اس تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ صلاۃ خوف کی بت سورہ بقرہ کی آیت : ''فَإِن خفتم فرجالاًأو رکباناً،، ابھی نازل نہیں ہوئی تھی، بنا بریں آپ ان نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کرنے میں معذور تھے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے جہاد کو نماز سے افضل سمجھا اور جہاد کو نماز پر ترجیح دی۔ جس طر نماز کے اوقات مقرر ہیں اسی طرح اس کسی ادائیگی کی ایک خاص کیفیت بھی فرض و معین ہے، اور خندق کے موقع پر مقررہ اوقات کی رعایت اور کیف ما اتفق نماز پڑھ لینے کی رخصت واجازت نہیں آئی تھی، اس لیے آپ نے عمدا موخر کردیا کہ فوت شدہ وقت کی تلافی بعد میں قضا رکے ذریعہ ہو سکتی تھی۔ لیکن فوت شدہ ارکان و شرائط کے تدارک کی کوئی صورت نہ تھی اس لیے مؤخر کرنے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ سفر میں ابتداء قصر اور جمع کی اجازت بعد میں مطلقا قصر اور جمع تقدیم وتاخیر حقیقی کی اجازت آگئی۔ یعنی : سفر شرعی میں عصر کو ظہر کے وقت میں اور عشاء کو مغرب کے وقت میں اور ظہر کو اس کے مقررہ وقت، اسی طرح مغرب کو اس کے معینہ وقت سے مؤخر کر کے ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھنے کی رخصت واجازت دے دی گئی۔ ہذا ما ظہر لی والعلم عند اللہ تعالی

دستخط عبیداللہ رحمانی مبارکپوری 7 شعبان 1395ھ (ترجمان دہلی 15 اکتوبر 1975ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر1

صفحہ نمبر271

محدث فتویٰ